AL-IDRAK
RESEARCH JOURNAL
ریسرچ جرنل

OPEN ACCESS
Al-Idrak
Khasais-E-Nabwi (S.A.W)
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

خصائص نبوی ﷺ تصنیف رحمۃ للعالمین کی روشنی میں

Characteristics of Prophet Muhammad (ﷺ) in the light of Writing of Rehmat-ul-Lil-Alamin

☆ **Abbas Ali Raza**

Lecturer, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.

☆☆**Dr. Hafiz Faiz Rasool**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.

Citation:

Raza Abbas Ali and Dr. Hafiz Faiz Rasool, " Characteristics of Prophet Muhammad (ﷺ) in the light of Writing of Rehmat-ul-Lil-Alamin."Al-Idrāk Research Journal, 2, no.1, Jan-June (2022): 105− 125.

ABSTRACT

Characteristics of the Prophet (Peace and Blessings of Allaah be upon Him) are an important topic in the Sirah of the Prophet (Peace and Blessings of Allaah be upon Him) as He has distinctive characteristics over rest of the prophets and human beings as well. Almighty Allah has blessed Prophet Muhammad (Peace and Blessings of Allaah be upon Him) with exalted abilities similarly Prophet Muhammad (Peace and Blessings of Allaah be upon Him) has been blessed with the best of all the universes. He is the leader of all the messengers. Allah has made him Rehmat-ul-Lil-Alamin. The only reason behind the blessings of Allah on Prophet Muhammad (Peace and Blessings of Allaah be upon Him) is to portray a role model for the entire human beings. Similarly, Allah has made him to be loved by every follower as a part of his faith. So far, any Muslim who's claiming to be a good practicing Muslim couldn't be, if he is not on the track of Prophet Muhammad (Peace and Blessings of Allaah be upon Him). So, the characteristics of Prophet Muhammad (Peace and Blessings of Allaah be upon Him) are the only way of guidance for this world and hereafter.

Key Words: Characteristics, distinction, Practicing Muslim, Love for Prophet, Sirah

تمہید

خصائص عربی زبان کے لفظ خاصیت کی جمع ہے جس کے لغوی معنی صفۃ، صفات، مناقب وغیرہ کے ہیں اور اصطلاحِ سیرت میں اس سے مراد نبی علیہ السلام کی ایسی صفاتِ کاملہ یا ایسے اوصافِ مبارکہ ہیں جو فقط نبی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہیں اور آپ ﷺ کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ اوصاف وکمالات دیگر انبیاء کو عطاء نہیں فرمائے۔ جیسا کہ کہاجاتاہے:"خاصة الشئ ما يوجد فيه ولا يوجد فى غيره" کہ کسی شئ کا خاصہ وہ

ہوتا ہے جو صرف اسی شے میں پایا جائے اور اس کے غیر میں نہیں پایا جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جن برگزیدہ بندوں کو مرتبہ نبوت ورسالت کے منصب عالیہ پر فائز فرمایا، انہیں اعلیٰ اخلاقی وامتیازی اوصاف وکمالات سے بھی متصف فرمایا۔ یہی اوصاف و کمالات انبیائے کرام علیہم السلام کے خصائص ہیں جو انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ وسلم انبیاء کرام کی عظیم المرتبت جماعت کے امام اور خاتم ہیں، آپ ﷺ جامع کمالاتِ انبیاء علیھم السلام ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں تمام انبیاء اور رسل کے محامد و محاسن، معجزات و کمالات، اور خصائص و امتیازات بدرجہ اتم جمع فرمادیئے ہیں۔ اس خصوصیت میں اول تا ابد کوئی آپ کا ہمسر و ثانی نہیں۔ امام بوصیری فرماتے ہیں:

فانه شمس هم كواكبها		يظهرن أنوارها للناس فى الظلم [1]

حضور نبی اکرم ﷺ آفتاب فضل الٰہی ہیں، اور تمام انبیاء اس آفتاب نبوت سے مستنیر ہونے والے ستارے ہیں، جو لوگوں پر اپنی نصیحتوں اور ہدایت کی روشنی زمانہ تاریک میں دکھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم کو تمام اہل جہان پر شرف و فضیلت عطا فرمائی اور تمام اولین و آخرین کا سید و سردار بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب خاص سے نوازا اور شب معراج عرش پر بلا کر اپنا دیدار عطا فرمایا۔ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت، آپ ﷺ کی رضا کو اپنی رضا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ اس پر مستزاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے دنیاوی، برزخی اور اخروی خصائص سے نوازا جو بے مثال ہونے کے علاوہ حد شمار سے باہر ہیں ہے۔ یہ خصائص قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ ان خصائص و امتیازات سے حضور کے علوِ مرتبت اور جملہ انبیاء کرام پر افضلیت کا اظہار ہوتا ہے۔ جس کی تفہیم سے ہماری ناقص عقل عاجز ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت:

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں		خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا [2]

---

[1] بوصیری، شرف الدین، قصیدہ بردہ، اکبر بک سیلر، لاہور، س ن، ص:۱۰۵
Busiri, Sharafuddin, Qasida Barda, Akbar Book Seller, Lahore, Sun,105

[2] اعلی حضرت، احمد رضا خان، حدائق بخشش، ناشر مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی، 1325ھ، ص348

خصائص نبویہ سیرت النبی کا ایک مہتم بالشان موضوع ہے۔ جس میں آپ علیہ السلام کی خصوصیات کو بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان خصائص میں سے بعض خصائص تو اللہ وحدہٗ لاشریک کے بیان کردہ ہیں جو ہمیں عموماً قرآن کریم کے اندر ملتے ہیں ہیں۔ جبکہ بعض ایسے ہیں جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے۔ اگرچہ آپ کی زبان بھی "ان ھوالاوحی یوحی" کا کامل مصداق ہے۔ لیکن ایسے خصائص کے لئے ہمیں احادیث مرفوعہ کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ بعض خصائص ایسی بھی ہیں جو صحابہ کرام نے بیان کیے یہ صحابہ کے عشق مصطفی ﷺ کے عکاس ہیں۔ کیونکہ بقول اقبال:

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست　　　بحر وبر در گوشہ دامان اوست[3]

صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے خصائص بڑی محبت و عقیدت اور عشق رسول کی انتہاء پر پہنچ کر بیان کیے۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ کے خصائص پر مواد اکٹھا کرنا پھر اسے جملوں میں پرو کر ایک خوبصورت مالا تیار کرنا یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔ یہ موضوع اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس مضمون کی ندرت اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بعض خصائص تو ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ہیں اور بعض زبان مصطفیٰ سے لفظ "انا" کے ساتھ منقول ہیں۔ یوں تو کسی کی اتنی بِساط اور طاقت نہیں کہ کماحقہٗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو بیان کر سکے لیکن ہر کسی نے اپنے ایمان کو تقویت دینے اور حضور کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنا عشق ظاہر کرنے اور حضور کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے اس موضوع پر کچھ نہ کچھ تحریر کیا جن کا مطالعہ اہل محبت کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق عشقی و حبی کو مزید مستحکم کرنے کا موجب بنے گا۔

خصائصِ مصطفےٰ دو طرح کے ہیں:

1. ایک وہ جو آپ صلی اللہ وسلم کو دیگر انبیاء اور رسل کے مقابلے میں حاصل ہیں جیسے آپ کا تخلیق میں اول ہونا، نبوت میں اول ہونا، خاتم النبیین ہونا، آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا فرمایا جانا، روز محشر آپ ﷺ کو

Hazrat Imam Ahmad Raza Khan, Hadaiq Bakhsh, Publisher Maktab Al Madinah Bab Al Madinah Karachi, 1325 AH, 348

3 علامہ، محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال (فارسی)، مکتبہ دانیال، لاہور، 2003ء، ص:266
Allama, Muhammad Iqbal, Doctor, Faculty of Iqbal (Persian), Maktab Daniel, Lahore, 2003, 266

مقام محمود پر فائز کیا جانا، شفاعت کبریٰ کا حق عطا کیا جانا، تمام روئے زمین کو آپ ﷺ کے لیے مسجد بنایا جانا۔

2. دوسری قسم میں وہ خصائص آتے ہیں جو آپ کو امت کے مقابلے میں عطا کیے گئے جیسے آپ کی تشریعی اختیارات، نماز تہجد کی فرضیت، صوم وصال وغیرہ۔

اہل سیر نے ان خصائص کی مزید تین اقسام بیان کی ہیں:

دنیوی خصائص برزخی خصائص اُخروی خصائص

راقم الحروف بھی اسی جذبے کے تحت خصائص نبویہ کو قاضی سلیمان سلمان منصور پوری کی مایہ ناز تصنیف رحمۃ للعالمین کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔ ہم نے سلیمان منصور پوریؒ کے بیان کردہ خصائص کو کچھ مزید اضافہ جات کیساتھ جامع انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز کتاب میں خصوصیات کو نمبرون سے لکھا گیا ہے مثلا خصوصیت نمبر ا، وغیرہ لیکن ہم نے ہر خصوصیت کا عنوان قائم کرنے کی کوشش کی ۔ اللہ تعالی ہماری اس سعی ناقصہ کو اپنی بار گاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری المتوفی 1930ء مایہ ناز مصنف اور سیرت نگار ہیں آپ کو جو خدائے برتر نے ملکہ تحریر عطا فرمایا کم ہی لوگوں کے حصے میں آتا ہے اور آپ نے بھی اس صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے متعدد کتب لکھیں جن میں سے رحمۃ للعلمین آپ کی شہرت کی وجہ بنی۔ چنانچہ آپ نے اپنی اس تحریر میں لکھا کہ:

> ''خصائص نبوی کے متعلق متقدمین کی بھی چند کتابیں ہیں۔ جو اسی زمانہ کے ایک خاص گروہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے موضوع کہی جا سکتی ہیں اور جو کچھ پہلے لکھا جا چکا ہے اس کو کو دہرانا متلاشیانِ مزید کی پیاس کو نہیں بجھا سکتا۔ خصائص نبوی ہے کہ اگر کماحقہ وہ لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر سامنے آئے لہذا جو کچھ لکھا ماحضر کے تحت لکھا''۔[4]

---

4 منصور پوری، محمد سیلمان سلمان، قاضی، "رحمۃ للعالمین" مکتبہ محمودیہ لاہور، ج3، ص38
Mansoor Puri, Mohammad Salman Salman, Qazi, "Rahmat-ul-Alamin,"3:38.

آپ نے خصائص کا زیادہ تو استنباط آیات قرآنیہ سے کیا ہے کیونکہ اللہ ہی اپنے حبیب ﷺ کی خصوصیات کما حقہٗ جانتا ہے۔ اور وہی اس کنز مخفی کی مفتاح عطا فرمانے والا ہے۔ خصائصِ نبویہ کا یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہے:

خصوصیات وجود گرامی　　　　خصوصیات نبوت

جس کے فیضان میں عالم و عامیان بھی داخل ہیں۔ ذیل میں آپ ﷺ کے چند خصائص بیان کیے جارہے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے :

خصوصیت بشریت

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشریت کے اعلی مقام پر فائز کیا۔ چنانچہ جیسے آپ ﷺ حسینوں میں احسن، جمیلوں میں اجمل، کاملوں میں اکمل ہونے کا درجہ رکھتے ہیں ویسے ہی آپ ﷺ بشریت کی بھی معراج پہنچے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ[5] جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تمہی میں سے بھیجا۔ یہاں پر جو اللہ رب العزت نے لفظ "منکم" ارشاد فرمایا ہے۔ اسکے مخاطب قریش مکہ اور جملہ بنی نوانسان ہیں۔ لہذا توجہ کی ضرورت ہے کہ لفظ منکم کیوں استعمال کیا گیا؟ دیگر اقوام عالم کے حالات پڑھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اعلیٰ و ارفع ہونے کا معیار مافوق الفطرت ہونا ہے۔ یعنی بشر ہونا ان کے نزدیک گویا کوئی فضیلت کا معیار نہیں۔

- یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں میں تقریبا بتیس 32 کے قریب ایسے بزرگ ہیں جن کو اوتار کا خطاب دیا گیا۔ جسکے معنی ہیں کہ خدا خود انسان کا لبادہ اوڑھ کر آیا۔
- اسی طرح عیسائیوں کے ہاں بھی حضرت عیسیٰ کو اوتار کا درجہ حاصل ہے۔
- اہل تبت نے بھی "دلائی لامہ" کو خالق تسلیم کیا۔
- اہل برطانیہ بھی "کنگ آرتھر" کو معصوم اور غیر معصوم کی شناخت کا آلہ ٹھرانے لگے۔
- ناروے والوں نے بھی "دوڈن" بت کو صدیوں تک یورپ کا خدا مانا۔

---

[5] ۔البقرہ:151,2

Al-Baqarah: 2, 151

- زنانِ مصر نے حسنِ "یوسف" دیکھا تو انہیں کوئی بشر ماننے سے انکار کرتے ہوئے انہیں فرشتہ بزرگ مان لیا۔

الغرض دنیا کے اندر جتنے بھی مذاہب کے پیشوا آئے ہیں۔ انہیں پیروکاروں نے بشریت سے مافوق کوئی اعلی قسم کی مخلوق قرار دیا۔ لیکن جوں ہی نبی علیہ الصلاۃ والسلام اس دنیا کے اندر تشریف لاتے ہیں تو آپ ﷺ سب سے ماورا ہو کر بشریت کا بھی دعوی کرتے ہیں اور خود "خیر البشر" ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے:

رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ[6] ایک رسول تمہی میں سے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تم بھی بشر ہو یہ بھی بشر ہیں لیکن بشریت میں فرق ہے کہ تم بشر ہو کر پستیوں اور گناہوں میں مبتلاء ہو اور یہ بشر ہو کر خیر البشر کے درجہ پر فائز ہیں۔ اگرچہ تم میں سے ہیں لیکن تمہارے جیسے نہیں ہیں بلکہ تم سے بہت ارفع واعلیٰ ہیں۔ بشریتِ مصطفیٰ ﷺ پہ بے شمار احادیث ہیں جو اس بات پہ دال ہیں کہ مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی بشریت اور ہماری بشریت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مصطفیٰ کریم ﷺ تو کجا آپ ﷺ کی تو ازواج جیسا بھی کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ[7] اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نبی کی بیویوں کو کہہ رہا ہے کہ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تو جب نبی کی بیویوں کے مثل دنیا میں کوئی عورت نہیں تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مثل کوئی کیسے ہو گیا؟ اس پہ مزید یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کون ہے میری مثل؟ چنانچہ صحیح البخاری میں امام بخاری حدیث مبارکہ درج کرتے ہیں کہ (جب رسول اللہ کو پتہ چلا کہ صحابہ کرام میری طرح وصال کے روزے رکھ رہے ہیں) تو آپ ﷺ نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرما دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی تو صومِ وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''أَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا۔ ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ: لَوْ

---

6 ۔البقرہ:2،151

Al-Baqarah: 2, 151

7 ۔احزاب:32,33.

Al Ahzab: 33, 32.

تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ "[8] کہ تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے جب لوگ (بتقاضہ عقل) نہ مانے تو آپ ﷺ نے ایک دن کو دوسرے دن کے ساتھ ملا کر روزہ رکھا۔ پھر لوگوں نے عید کا چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا اگر چاند نہ ہوتا تو میں اس کے ساتھ مزید روزہ ملالیتا۔ پھر نبی علیہ السلام اور امت کی بشریت میں بہت فرق ہے جیسا کہ ہم اگر سوجائیں تو ہمارا سونا ناقض وضو ہے جبکہ مصطفیٰ کریم ﷺ کا سونا ناقض وضو نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے : "إن عيناي تنامان ولا ينام قلبي "[9] میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔ مسئلہ ہذا کے اثبات میں سینکڑوں دلائل ہیں فقط چند ایک پہ ہی اکتفا کیا گیا۔ لہذا یہ بشر ہونا بھی رسول خدا ﷺ کی خصوصیت ٹھہرا۔

خصوصیت علم

اللہ تعالی نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو جس معاشرے کے اندر مبعوث فرمایا وہ معاشرہ اپنے ان پڑھ ہونے پر بھی ناز کیا کرتا تھا۔ ایسے میں جب اس معاشرے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو بھیجا تو یہ ارشاد بھی فرمادیا کہ: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ[10] اور آپ کو ان چیزوں کا علم بھی سکھادیا جن کا آپ کو علم نہ تھا۔ حالانکہ متعدد کتب سے یہ ثابت ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ بلکہ امی تھے۔ لیکن یہاں پر جو ارشاد فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ[11] تو عَلَّمَكَ ہمیں بتاتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی تعلیم و تربیت بھی دوسروں سے جدا تھی۔ کیونکہ دنیا کے اندر تعلیم حسیات کے ذریعے دی جاتی ہے۔ لیکن انبیاء کو تعلیم دینے کا انداز مختلف ہے جس

---

8 ۔ محمد بن إسماعيل، ابو عبد الله البخاري، (صحيح البخاري)، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ ج9، ص85، الرقم 7242
Muhammad ibn Isma'il, Abu Abdullah Al-Bukhari Al-Jafi, Sahih Al-Bukhari, Dar Tawq Al-Najat, 9:85

9 محمد بن إسماعيل، ابو عبد الله البخاري، صحيح البخاري، باب فضل قيام الليل، ج4، ص191، رقم: 3569
Muhammad ibn Isma'il, al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, 4:191, no. 3569.

10 ۔ النساء: 113،4.

Al Nisa: 4, 113 .

11 ۔ النساء: 113،4.

Al Nisa: 4, 113

کے متعلق ارشاد ہے کہ : نَزَّلَه عَلٰی قَلْبِكَ[12] تو انبیاء کو تعلیم ان کے دل کے ذریعے دی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ارشاد باری تعالٰی ہے:سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى[13] (اے حبیب!) ہم تمہیں (ایسا) پڑھائیں گے کہ تم کبھی نہیں بھولو گے۔اب نبی علیہ السلام کی تعلیم، تعلیم ربانی تھی جو نسیان سے پاک ہے۔یہ خصوصیت ایسی ہے جو کسی بھی معلم یا متعلم میں نہیں پائی جاتی۔ 14علاوہ ازیں جب ہم قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں اخبار ماضیہ کے ساتھ ساتھ اخبار مستقبلہ بھی مذکورہ ہیں تب یقین ہو جاتا ہے کہ نبی امی کو اللہ رب العزت نے جو تعلیم عطا فرمائی اس کی بدولت ہی آپ کو ماضی حال مستقبل کا علم تھا۔لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت بھی کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہو گیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام "اُمّی" ہونے کے باوجود ہر شے کا علم رکھتے ہیں۔جس پہ کثیر تعداد میں آحادیث و آثار دال ہیں۔چنانچہ صحیح البخاری میں ہے کہ طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ایک دن نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہمارے درمیان کھڑے تھے:فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ[15] تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخلوق کی ابتدا سے خبر دینا شروع کی اور ہمیں بتاتے ہی گئے یہاں تک کہ جنتی جنت میں اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں اپنے مقامات پر چلے گئے تو ہم میں سے جس نے جتنا یاد کر لیا اس نے یاد کر لیا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

---

12 ۔البقرہ:972ء.
Al-Baqarah: 2:97

13 الاعلی:06,87.
Al-Ala'a:87: 06

14 ۔منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی،"رحمۃ للعالمین" مکتبہ محمودیہ لاہور،ج3،ص18.
Mansoor Puri, Mohammad Salman Salman, "Rahmat-ul-Alamin"3:18.

15 ۔محمد بن إسماعیل، ابو عبد اللہ البخاري، صحیح البخاري، باب بداء الخلق، ج4، ص106، رقم:3192
Muhammad ibn Isma'il, al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, 4:106.

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں اس بحث کے تحت فرماتے ہیں:**والغرض انه اخبر عن المبدأ والمعاش والمعاد جميعا**[16] غرض یہ کہ نبی علیہ السلام نے مخلوقات کی ابتداء اور معاش اور معاد سب کی خبر دے دی۔اس کے بعد راقم ہیں :**وفيه دلالة على انه اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها وفي ايراد ذلك كله في مجلس واحد امر عظيم من خوارق العادة وكيف وقد اعطى جوامع الكلم مع ذلك انتهى.** اور اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے تمام احوال کی خبر دی۔ ابتداء سے انتہا تک اور ایک ہی مجلس میں اس کا وارد فرمانا خوارق عادت سے امر عظیم ہے اور کیوں نہ ہو؟ اس کے باوجود کہ حضور ﷺ جوامع الکلم بھی دیئے گئے ہیں۔ یہ ہمارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا علم ہے جس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں جب رب تعالیٰ نے ہی فرمادیا :
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ[17] کہ وہ رحمن ہے جس نے قرآن سکھایا۔

خصوصیت شرح صدر

شرح صدر اللہ رب العزت کی طرف سے ایک خداداد نعمت اور رحمت ہے۔ اور یہ رحمت اور نعمت اللہ رب العزت نے اپنے حبیب علیہ السلام کو بدرجہ اتم عطاء فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے:**اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ**[18] کہ اے حبیب کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟
شرح صدر سے متعلق صحیحین میں حضرت انس بن مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ و السلام کا شب معراج کو حطیم کے پاس شق صدر (کرکے شرح صدر) کیا گیا۔[19] شرح صدر کے متعلق قرآن پاک میں مختلف آیات ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے:

---

[16] ۔بدر الدين العيني، محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، الناشر: دار إحياء التراث العربي–بيروت۔ج۱۵،ص۱۱۰.
Badr al-Din al-Aini, Mahmoud ibn Ahmad, Umdat ul Qari, 5:110.

[17] ۔الرحمن:55,1-2.
Al-Rahman: 55, 1-2 .

[18] ۔الانشراح:94,1
Al-Inshrah: 94, 1

[19] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، "صحیح البخاری، الرقم 349
Bukhari, Muhammad bin Ismail, "Sahih Al-Bukhari, No. 349

فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّہۡدِیَہٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ ۚ وَ مَنۡ یُّرِدۡ اَنۡ یُّضِلَّہٗ یَجۡعَلۡ صَدۡرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا[20]

اور جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ، بہت ہی تنگ کر دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ[21] تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی اللہ سے دعا کا تذکرہ بھی ملتا ہے: قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ۔ وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ[22] موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے لیے میرا کام آسان فرما دے۔

☆ پہلی آیت مبارکہ میں ہدایت الٰہی اور توفیق کو شرح صدر قرار دیا گیا۔

☆ دوسری آیت مبارکہ میں رغبت صحیحہ اور شوق اصلیہ کو شرح صدر قرار دیا گیا۔

☆ آخری آیت میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے کہ آپ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم ملا تو بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ اے خالق کائنات میرا شرح صدر فرما اور میرے لیے میرا کام آسان کر دے۔

مسلمان کے لیے شرح صدر کا معنی صداقت و حقانیت کا غلبہ اور اطمینانِ قلب ہے جو اسے ہدایت کی طرف لے جائے گا، جبکہ ایک نبی کے لئے شرح صدر کا معنی ابلاغ و تبلیغ اور انذار و تنذیر کے لیے عالی ہمتی عزم مصمم اور استقامت محکم ہے۔ اب جب اس کی اہمیت اور اس کا معنی واضح ہو گیا تو درج ذیل نکات سے نبی علیہ السلام کی خصوصیت سامنے آتی ہے:

---

20 ۔ الانعام: 125,06
Al-Anam: 06, 125

21 ۔ الزمر: 22،39
Al-Zumar: 39, 22

22 ۔ طہٰ: 20,25–26.
Taha: 20, 25-26

☆جب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ وسلام کا سامنا فرعون سے ہوا تو انہوں نے شرح صدر کی دعا مانگی لیکن جو نہی مصطفی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم ملا "قُمْ فَأَنْذِرْ"[23]

☆تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ حکم سن کر کسی خوف وہراس کا اظہار نہیں کیا بلکہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

☆دوسرا یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سامنا ایک فرعون سے تھا لیکن حضور ﷺ کے مقابلے میں سینکڑوں فراعین تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون ایسا تھا جس نے آپ ﷺ کے بارے میں شوریٰ بٹھائی۔ جس کو قرآن نے اس انداز میں بیان کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ۔ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ[24] (فرعون نے) اپنے ارد گرد موجود سرداروں سے کہا: بیشک یہ بڑے علم والا جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو (اب) تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ سرداروں نے کہا موسیٰ اور ان کے بھائی کو مہلت دے دو۔ مگر عرب کے سفاک اور خونریز نہ تو کسی کو نسل کی رائے کے پابند تھے اور نہ ہی مشاورت کے روادار۔ اس کے باوجود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انذار کا حکم ملتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرح صدر عند الطلب عطا کیا گیا۔ لیکن مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از سوال یہ عطا کر دیا گیا۔ اور پھر خداوند نے آپ ﷺ سے اس کی تصدیق کا سوال بطور استفہام تقریری فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ[25] کہ اے حبیب کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟

تو پتہ چلا کہ آیت مبارکہ میں نبی علیہ السلام کی خصوصیتِ علیا کا اظہار ہے۔ شرح صدر پہ مزید یہ کہ یہ سورۃ الانشراح تب نازل ہوئی جب آقا کریم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ تو نے ابرہیم کو اپنا خلیل بنایا، موسی کو کلیم، ادریس کو جنت تک رسائی عطا کی، پہاڑوں اور لوہے پہ داوٗد کو قدرت عطا کی، انسان

---

23 ۔ المدثر:2,74.
Al-Muddaththir: 74, 2

24 ۔ الشعراء:3429ء-35.
Al-Shuara: 29: 34-35

25 ۔ الانشراح:1,94
Al-Inshirah: 94, 1

حیوان اور جنات پہ سلیمان کو قدرت عطا فرمائی۔ یارب العالمین تو نے مجھے کس خاص شرف سے عزت بخشی؟ تو اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہم نے دیگر انبیاء کو شرف بخشا ویسے ہی آپ کا شرف یہ ہے کہ ہم نے آپ کا سینہ آپ کے لیے کھول دیا۔ تاکہ علم و حکمت اور معرفت کا نور آپ ﷺ میں سرایت کر جائے۔ امت کا غم اور اپنی بارگاہ میں شوق حاضری آپ ﷺ کے دل میں سما جائے، وحی کا بوجھ برداشت کرنے کی آپ ﷺ میں ہمت آجائے، راہ تبلیغ میں آنے والے مصائب برداشت کرنے کے لئے آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھ جائے۔ اور ان خوبیوں کی بدولت آپ ﷺ کو وہ مقام حاصل ہو جائے کہ ابراہیم علیہ السلام کے خلیل ہونے کو اس سے کچھ نسبت نا رہے۔ اگر ہم نے موسیٰ کو شرفِ تکلم بخشا اور ادریس کو جنت میں جگہ دی تو آپ ﷺ کو بھی تو اس غم سے نجات بخشی جو آپ ﷺ پہ گراں تھا۔[26]

مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں :

اصالتِ کُل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومتِ کل ،ولایتِ کل ،خدا کے یہاں تمہارے لئے
فرشتے خدَم رسول حِشَم تمامِ امم غُلامِ کرم
وجود و عدم حدوث و قِدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے[27]

مفتی نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ : ترجمہ: یعنی اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کی خاطر آپ کے سینۂ اقدس کو ہدایت، معرفت، نصیحت، نبوت اور علم و حکمت کے لئے کشادہ اور وسیع کر دیا یہاں تک کہ عالَمِ غیب اور عالَمِ شہادت اس کی وسعت میں سما گئے اور جسمانی تعلقات روحانی اَنوار کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علومِ لدُنّیہ، حکمِ الٰہیہ، معارفِ ربّانیہ اور حقائقِ رحمانیہ آپ کے سینۂ پاک میں جلوہ نُما ہوئے۔[28]

26 ۔اسماعیل حقی، الشیخ، روح البیان، الم نشرح، تحت الآیۃ:۱۱، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ج10، ص465
Isma'il Haqi, Sheikh, Ruh al-Bayan, Al-Nashr, under verse: Dar al-Kitab al-Ulamiya,10:465.

27 ۔اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان، حدائق بخشش، ص348
Aala Hazrat, Imam Ahmad Raza Khan, Hadaiq Bakhsh, 348 .

28 ۔روح البیان، الم نشرح، تحت الآیۃ:۱۱، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ج۱۰، ص۴۶۵
Rooh ul Bayan, Al-Nashr, under verse: 10:465.

خصوصیت رفع وزر (بوجھ)

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو جو اللہ رب العزت نے خصوصیات عطا فرمائی ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اللہ رب العزت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ الَّذِيٓ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ[29] اور ہم نے تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ اتار دیا۔ جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی جب بارِ نبوت ڈالا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی: وَاجۡعَلۡ لِّيۡ وَزِيۡرًا مِّنۡ اَهۡلِيۡ هٰرُوۡنَ اَخِي[30] میرے کنبہ میں سے ایک کو میرا وزیر بنا دے میرا بھائی ہارون اس منصب کا شایان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کو پڑھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بار نبوت کو اٹھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ بار نبوت ہے کیا؟ اس کے بارے میں مفسرین نے لکھا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو جب اہل مکہ کے ضلالت، کفر و شرک پر ڈٹے ہوئے اپنے آباء کی تقلید کرتے، حق سے راہ فرار اختیار کرتے، اباطیل کی اشاعت کرتے نظر آتے تو آپ ﷺ کی کیفیت بدل جاتی، آپ ﷺ بہت زیادہ غمگین ہو جاتے۔ جیسے کہ اللہ رب العزت کا قرآن پاک میں ارشاد ہے: فَلَا يَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ اِنَّا نَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ[31] تو ان کی بات تمہیں غمگین نہ کرے بیشک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اس پریشان کن حالت پر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی اعانت اس انداز سے فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کفر و ظلمت کی تاریکیاں چھٹتی گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سارے کے سارے دائرہ اسلام کے اندر داخل ہونے لگے۔ اسلام نے بڑھنا اور پھولنا شروع کر دیا۔ یہ وہ نظارہ تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجھ کو ہلکا کر دیا تھا اور یہی وہ نظارہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک، بازو کی قوت

---

29 ۔ الانشراح:94،2-3

Al-Inshirah: 94, 2-3

30 ۔ طٰہٰ:20،29-30

Taha: 20, 29-30

31 یٰسین:30،76.

Yassin: 30, 76

، کمر کی صلابت اور استقامت اور قلب کا سکینہ بن گیا۔ اور فی الحقیقت یہی وہ کمال ہے جو سیدنا و مولانا محمد النبی الامی کی خصوصیات میں سے ہے۔

خصوصیت رفعت ذکر

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[32] اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ نبی علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کا ذکر تمام جہانوں میں پھیلا دیا، کوئی جن و انس، چرند پرند، شجر و حجر، مشرق، مغرب، شمال و جنوب، زمین و آسمان میں آپ ﷺ سے ناواقف نہیں ہے۔ بلکہ ہر جگہ اللہ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کا ذکر پہنچا دیا۔ اس حوالے سے سیلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

> ''بحر الکاہل کے مغربی کنارہ سے لے کر دریائے ہوانگ ہو کے مشرقی کنارہ تک رہنے والوں میں سے کون ہے جس نے صبح کے روح افزا جھونکوں کے ساتھ اذان کی آواز نہ سنی ہو، جس نے رات کی خاموشی میں "اشھد ان محمد ارسول اللہ" کی سریلی آواز کو جان بخش نا پایا ہو؟ یہی وہ الفاظ ہیں جو جاگنے والوں اور سونے والوں کو ان کی ہستی کے بہترین آغاز و انجام کے اعلام سے سامعہ نواز ہیں۔ ''[33]

مزید لکھتے ہیں: ''بلندی سے ذکر کی اس سے بالاتر مثال کونسی ہو سکتی ہے؟ کہ آج تک سلاطین عالم میں سے کسی کو اپنے حلقہ اثر میں یہ مقام حاصل نہیں رہا کہ اس کے اسم گرامی کا اعلان ہر روز یوں کیا جائے کہ کوئی بھی اسے سننے سے قاصر نہ رہ جائے خواہ وہ سننا چاہتا ہو یا نہ سننا چاہتا ہو۔ یہ اعزاز صرف جناب محمد رسول اللہ کو ہی حاصل ہے کہ آپ ﷺ کے مبارک نام کا اعلان پوری کائنات میں ہر روز بار بار کیا جاتا ہے۔ ''[34]

---

32 ۔ الانشراح: 4,94۔

Al-Inshirah: 94, 4

33 ۔ سلیمان منصور پوری، سلمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، ص22

Sulaiman Mansoorpuri, Salman, Qazi, Rahmat al aalamin, 22

34 ۔ سلیمان منصور پوری، سلمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، ص22

Sulaiman Mansoorpuri, Salman, Qazi, Rahmat al aalamin, 22

آپ تھامس کارلائل کو ہی دیکھ لیں جو پکا عیسائی ہے ہیروز آف ہیروز لکھنے بیٹھتا ہے تو انبیاء میں صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیتا ہے اور سب سے اوپر ذکر کرتا ہے حالانکہ وہ سیدنا موسیٰؑ کے معجزات، حضرت داؤدؑ کی عبادت، یعقوبؑ کے گریہ کو بھی جانتا تھا لیکن وہ بھی اس بات پر مجبور ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو سب سے اوپر ذکر کرے اور یہ سب کیونکر نہ کرتا کیونکہ میرے رب نے جو فرما دیا۔ ارشاہ ہے :وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[35] اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ رفعت ذکر تو مصطفیٰ کریم کا ایسا خاصا ہے کہ دفتر کہ دفتر بھر جائیں اور مواد ختم نا ہو، تاہم چند مزید روایات پیش خدمت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ بے شک آپ کا اور میرا رب فرماتا ہے: كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: اللهُ أَعْلَمُ. قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي[36] (کیا آپ جانتے ہیں) میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے۔ تو جبریل نے عرض کی یارسول اللہ باری تعالی فرماتا ہے کہ جب بھی میرا ذکر ہو گا تو ہمیشہ ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو گا۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا، ہر خطیب اور ہر تشہد پڑھنے والا "اَشْهدُ اَنْ لَّا اِلٰه اِلَّا اللّٰه" کے ساتھ "اَشْهدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ االلّٰه[37]" پکارتا ہے۔ پھر نبی علیہ السلام کو جو رفعتِ ذکر کی شان عطا کی اس کی مختلف صورتیں ہیں:

رفعت ذکر کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت تمام مخلوقات پر لازم کر دی ہے۔ حتیٰ کہ محض اللہ پر ایمان لانا کافی نہیں جب تک نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان نہ لایا جائے۔ ارشاد باری

---

35 ۔الانشراح:4,94۔
Al-Inshirah: 94, 4

36 ۔ابن حبان ،محمد بن حبان ، الدارمي،الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان۔مؤسسة الرسالة، بيروت، 1408ھ - 1988م۔ج8،ص75،رقم3382۔
Ibn Habban, Muhammad ibn Habban,Al-Darmi, Al-Ihsan in Taqrib Sahih Ibn Habban, 8:75.

37 ۔البغوی،ابو محمد الحسین بن مسعود،معالم التنزیل المعروف تفسیر بغوی،دار ابن حزم،الم نشرح:4،ج4،ص469۔
Al-Baghawi, Abu Muhammad Al-Hussein Ibn Mas'ud, Ma'alim Al-Tanzeel Al-Ma'ruf Tafsir Baghawi, Dar Ibn Hazm, 4:469

ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ[38] اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ رفعت ذکر کی ایک اور صورت یہ بھی ہے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ[39] جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

پھر رفعت ذکر کی اس سے بڑھ کر مثال کیا ہوگی؟ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے ہمہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔ اِرشاد فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[40] بے شک اللہ اور اُس کے (سب) فرشتے نبی (مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

خصوصیت امی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم خصوصیت آپ کا امی ہونا ہے۔ یہ لقب صرف آپ ہی کا ہے آپ کے علاوہ تمام انبیاء میں کسی کا لقب نہیں ہے اور آپ کا یہی لقب تمام انبیاء کو بھی بتایا گیا ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ[41] کہ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول امی کی۔ مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کو نبی امی قرار دیا گیا ہے۔ اب اس لفظ "اُمّی" کا معنی و مفہوم کیا ہے۔ سلیمان سلمان منصور پوری "اُمّی" کے مختلف معانی کے متعلق لکھتے ہیں۔ اُمّی اصل، جڑ اور بنیاد کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: وَلِتُنْذِرَ اُمَّ

---

38 ۔ آل عمران:31,3

Al-Imran: 3, 31

39 ۔ النساء:4،80

Al.Nisa: 4, 80

40 ۔ الأحزاب،56:33

Al-Ahzab, 33:56

41 ۔ الاعراف:157,07.

Al-A'raf: 07, 157

اَلْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا[42] کہ آپ ام القری اور اسکے ارد گرد والوں کو ڈرائیں۔ یہاں ام القری مکہ کو قرار دیا گیا ہے۔ جرمن مؤرخ و مستشرق سپر نگر کہتا ہے زمین پر چونکہ سب سے پہلا خشک ہونے والا حصہ مکہ معظمہ ہے۔ اسی لیے اسے ام القری کہا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی: **رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَه مِنَ الثَّمَرٰتِ**[43] اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعا ہے: **رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ**[44] اے رب بھیج ان میں ایک رسول جو انہی میں سے ہو۔

دعائے خلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بستی کے لیے پھلوں اور رزق کی دعا کی جس بستی کی زمین بالکل بنجر تھی اس دعا کی بدولت اس بنجر زمین کو وافر رزق عطا فرمایا گیا۔ دوسرا یہ سرزمین جس کے لیے حضرت ابراہیم نے ایک رسول کی دعا مانگی اب یہ وہ سرزمین تھی جس جگہ پر عرب کے لوگ اپنی جہالت اور ان پڑھ ہونے کی وجہ سے مشہور تھے۔ تو ان میں اللہ تعالی نے جب رسول بھیجا تو اسے رسول اُمّی بنا کر بھیجا اور اس رسول ﷺ کے صدقے سے ان کو علم و حکمت عطا فرما دیا۔

اُمِّی اُم کی طرف منسوب ہے۔ یہ وصف آپ ﷺ کو اس لئے عطا کیا گیا کیونکہ آپ ﷺ بوجہ پاکی فطرت اور عصمت، جملہ عیوب و نقائص سے ایسے پاک ہیں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ بچہ ہوتا ہے۔ لفظ اُمِّی کا ایک معنیٰ ان پڑھ ہونا بھی ہے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ولادت کے زمانے میں عرب معاشرت میں کتاب کے تعلق سے علوم و فنون کی جانب کوئی رغبت نہ تھی۔ آپ ﷺ نہ کبھی مکتب گئے، نہ درس لیا، نہ قلم پکڑا، نہ سبق پڑھا۔ اسی لئے یہود آپ ﷺ کو اُمّی کہتے تھے۔ **ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ**[45] پھر اللہ رب العزت نے آپ کو علمک مالم تکن کا مصداق بنایا۔ اور ہر شے کا علم عطا فرما دیا۔ اسی لیے آپ فرماتے ہیں۔ "**علمنی**

---

42 الانعام:6،92.

Al.Anaam: 6, 92

43 ۔البقرہ:126,2

Al-Baqarah: 2, 126

44 ۔البقرہ:129,2.

Al-Baqarah: 2, 129

45 ۔آل عمران:75,3

Al-Imran: 3, 75

ربی فاحسن تادیبی"لقب اُمّی کی وجہ یہ بھی ہے کہ اول الانبیاء ابوالبشر آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک انبیاء بنی اسرائیل عیسیٰ بن مریمؑ تک جملہ انبیاء ومرسلین نے آپ ﷺ کی نعوتِ عالیہ اور اوصافِ جلیلہ بیان کئے۔ الف سے آدم علیہ السلام اور میم سے جناب مسیحؑ مراد ہیں اور یاء نسبی اس راز کی کاشف ہے۔

امی و گویا بزبان فصیح　　از الف آدم و میم مسیح[46]

لہذا آپ ﷺ کا اُمّی ہونا ایک بہت بڑا معجزہ اور آپکی خصوصیت ہے۔

اندازحسینوں کو سکھائے نہیں جاتے　　جو امی لقب ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے

عطاءِ کوثر

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو کوثر عطا فرمادیا۔اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ　اے حبیب ہم نے تمہیں کوثر عطا فردیا۔ اس کی تفسیر میں امام بخاری حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ:

" الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌفِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُالَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنْ الْخَيْرِالَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ"[47]

کوثر کے معنی وہ خیر کثیر ہے جو اللہ نے خصوصیت سے رسول اللہ کو عطا فرمائی۔ ابو بشر کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر سے کہالوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ کوثر ایک نہر کانام ہے جو جنت میں ہے. توسعید بن جبیر نے جواب دیاہاں جنت والی نہر بھی تو اسی خیر کثیر میں سے ہی ہے جو اللہ تعالی نے خصوصیت سے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

کوثر کے چھے معانی قاضی سلیمان سلمان منصورپوری نے بیان کئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں: اس سے مراد امت محمدی ﷺ ہے جو رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ

---

46 حکیم نظامی گنجوی، مخزن الاسرار، در نعت رسول اکرم، مؤسسہ انتشارات امیر کبیر، تہران،1389ء، ص:44

Hakim Nizami Kanjavi, Makhzan-ul-Asrar, Amir Kabir Publishing House, Tehran, 1389, p. 44

۔الکوثر:1,108

Al-Kawthar: 108, 1

47 ۔بخاری، محمد بن اسماعیل،" صحیح البخاری، ج:۵،ص۱۷۸، رقم4966.

Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, "Sahih al-Bukhari, vol. 1, p. 2, No. 4966

لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[48] اس سے مراد اسلام ہے، وہی اسلام جس کے سوا کوئی دین بارگاہ خدا میں قبول نہیں ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ[49] کوثر سے مراد کثرت امت محمدی ﷺ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **تزوَّجوا الودودَ الولودَ فإنِّي مُكاثرٌ بِكُمُ الأُممَ**[50] کوثر سے مراد قرآنِ حکیم ہے۔ دیگر انبیاء کے معجزات ان کے وقت کے ساتھ خاص تھے مثلاً سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا بنی اسرائیل کے لئے انفجار ماء کا آلہ بنا، نیز اژدھا بن کر سب سانپوں کا مقابلہ کیا لیکن جب وقت گزرا تو وہ عصا بنی اسرائیل کے ہاتھ آکر صرف لکڑی کا عصا رہ گیا لیکن قرآن ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ، دائمی اور ابدی معجزہ ہے۔ ہر عالم دین اس کے معجزہ ہونے کی براہین صادقہ ہر وقت و حین پیش کر سکتا ہے۔ یہ ایسا معجزہ ہے جو تاجدار انبیاء ﷺ کی ظاہری حیات پاک میں بھی معجزہ تھا اور آج بھی معجزہ ہے۔ جس میں ہر شے کا علم ہے۔ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ[51] اور اس کتاب مبین میں ہر تر اور خشک چیز کا علم بھی موجود ہے۔ نیز ارشاد ہوتا ہے: وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ[52] ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَّا فَرَّطْنَا فِي الكِتَابِ مِن شَيْءٍ[53] ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے صراحۃً یا کنایۃً بیان نہ کر دیا ہو)۔ کوثر سے مراد فضائل کثیرہ اور محامد جمیلہ و نعوت متکاثرہ ہیں جو وجودِ مصطفیٰ ﷺ میں مندرج و منطوی ہیں۔ مثلاً:

---

48 ۔ آل عمران: 110,03.

Al-Imran: 03, 110

49 ۔ آل عمران: 19,03.

Al-Imran: 03, 19

50 امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، مکتبہ حقانیہ، ملتان، س ن، ج: 1، رقم: 2050

Imam Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abu Dawud, Maktab Haqqaniyah, Multan, Sun, vol. 1, No. 2050

51 الانعام: 59,06

Al-Anaam: 06, 59

52 النحل: 89,16

Al-Nahl: 16, 89

53 الانعام: 38,6

Al-Anaam: 6, 38

- انابت آدم اور استقامت نوح
- حلم اسمٰعیل اور علم خلیل
- درس ادریس اور تنفیث شیث
- نورانیت یوسف اور صالحیت صالح
- داد داؤد اور دعائے یونس
- ایاب ایوب اور ذہاب عیسی
- زہد عیسیٰ اور علو موسیٰ علیہم السلام اجمعین وغیرہ۔

وہ آدم ونوح سے زیادہ بلند ہمت، بلند ارادہ
وہ زہدِ عیسیٰ سے کوسوں آگے جو سب کی منزل وہ اس کا جادہ
ہر اک پیمبر نہاں ہے اس میں ہجوم پیمبر اں ہے اس میں
وہ جس طرف ہے خدا ادھر ہے مرا پیمبر (ﷺ) عظیم تر ہے

کوثر سے مراد سید کثیر الخیر ہے۔ الغرض رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص وفضائل اور کمالات کو پوری وسعت کے ساتھ بیان کرنا انسانی دستِ قدرت سے باہر ہے۔ خالقِ کائنات نے آپ ﷺ کو اپنا محبوب اور رحمۃ اللعالمین بنایا، پاک پروردگار آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اپنے حبیب دو عالم ﷺ کے تمام خصائص و کمالات کا بہتر جاننے والا ہے۔ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ ہر کمال ہر فضل و خوبی میں، آپ ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلتِ تامہ حاصل ہے اور جو کچھ کسی کو ملا وہ سب آپ ﷺ کے صدقے سے ملا اور جو آپ ﷺ کو آپ کے رب نے عطا کیا وہ کسی کو نہ ملا۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خاتمۃ البحث

خصائص مصطفیٰ ﷺ ایسا موضوع ہے جس پہ لکھنا ہر مسلمان اپنے ایمان کا حصہ اور حُبی فریضہ سمجھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطیب و اطہر ذات مبارکہ کے چند خصائص ہی متذکرہ بالا میں جمع کر پائے ہیں۔ اس لیے کہ مجلہ "الادراک" کے تنگی دامن کا مطالبہ بھی تھا اور قلت وقت کا اثر بھی اور اپنی بشری کمزوریوں کا احساس

بھی۔ کیونکہ اس موضوع پہ لکھنے سے آپ ﷺ کے خصائص مکمل نہیں ہوتے بلکہ لکھنے والے پہ آپ ﷺ کی عظمتوں کے مزید گوشے منکشف ہوتے ہیں۔ ورنہ نبی علیہ السلام کے جملہ خصائص کا احاطہ کرنے کے لیے قلم و قرطاس کی تمام صورتیں اور وقت کے تمام لمحات ناکافی ہیں۔ البتہ ہم نے اپنی محدود صلاحیتوں کے پیش نظر آپ کے خصائص مبارکہ کو پھول کلیوں کی صورت میں پیش کرنے کی سعی کی تاکہ ان کی خوشبو سے ہر امتی کا دل مہک اٹھے۔ آپ ﷺ کے خصائص تو ایسے ہیں کہ کبھی مکمل نا ہوں البتہ چند ایک جو آرٹیکل میں بیان کیے گئے ہیں ان کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے: نبی کریم ﷺ کو اللہ وحدہٗ لاشریک نے خوبصورت نام عطاء فرمایا جو کہ آپ ﷺ کی شخصیت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام کو لباس بشر پہنایا لیکن آپ ﷺ کو بشریت کے سب سے اعلی و ارفع مقام پر فائز فرمادیا۔ آپ ﷺ کو اپنے فضل و رحمت سے وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے۔ آپ ﷺ کا شرح صدر فرما کر آپ ﷺ کو ہر شے کی معرفت عطا فرمادی۔ آپ ﷺ کے دل کا بوجھ ختم کر کے آپ ﷺ کو سکون جیسی دولت سے نوازا۔ آپ ﷺ کا ذکر تمام عالمین میں بلند کر دیا۔ اور آپ ﷺ کو اُمی کے لقب سے نوازا۔ آپ ﷺ کو کوثر اور فتح مبین عطا فرما کر آپ ﷺ کو سب سے ممتاز کر دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ جیسا عام انسانوں تو کجا انبیاء و رسل میں بھی دوسرا پیدا نہیں کیا۔ ایسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم پہ فائز ایسی ہستی ہیں جن کی اتباع و اطاعت کی بغیر کسی مسلمان کے لئے چارہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆